وہائٹ ہاؤس

دفتر نائب صدر

12 جنوری 2011ء

نائب صدر جو بائیڈن اور وزیراعظم گیلانی کے بیانات

ایوانِ صدر

اسلام آباد، پاکستان

وزیراعظم گیلانی: جناب نائب صدر، پاکستان میں ایک مرتبہ پھر آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے مجھے انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ ہم آپ کو اپنا ایک اچھا دوست سمجھتے ہیں اور امریکہ اور پاکستان کی دوستی کے فروغ کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو سراہتے ہیں۔

نائب صدر بائیڈن: شکریہ۔

وزیراعظم گیلانی: پاکستان اور امریکہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے اور خاص طور پر عصر حاضر کی تاریخ کے تمام فیصلہ کن مراحل میں ایک دوسرے کے ساتھ رہے ہیں۔ ہماری دوستی اور اشتراکِ کار مشترکہ اقدار پر مبنی ہے۔

جناب نائب صدر بائیڈن، آپ کے دورے سے ہمیں دوطرفہ اور علاقائی معاملات پر تبادلۂ خیال کرنے کا اچھا موقع ملا ہے۔ ہم نے بہت مفید بات چیت کی ہے۔ پاکستان امریکہ کے ساتھ مضبوط، پائیدار اور باہمی طور پر مفید تعلقات کا خواہاں ہے۔ مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے پالیسی کے بارے میں صلاح مشورہ اور رابطہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ ہم پاکستان کی معیشت، استحکام اور سلامتی کیلئے امریکی امداد کی قدر کرتے ہیں۔ ہم نے 2011ء کے دوران امریکہ کے ساتھ رابطے قائم کرنے کے لئے وسیع پروگرام مرتب کر رکھا ہے۔ ہر سطح پر جامع روابط ضروری ہیں۔

مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ ہمارے درمیان جامع تزویراتی مکالمے کا عمل مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔ ہم اس عمل اور دیگر طریقہ ہائے کار کے ذریعے دوطرفہ تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کا عزم رکھتے ہیں۔

میں یہ ضرور کہوں گا کہ دہشت گردی کے خلاف لڑائی، علاقائی استحکام اور افغانستان میں مفاہمت اور امن کے فروغ کے سلسلے میں ہم نے آج جو بات چیت کی، وہ انتہائی مفید رہی۔ جناب نائب صدر، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم متعدد مشکل مسائل کے حل کے لئے عملی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

آپ ہماری نیک تمنائیں صدر اوبامہ اور امریکہ کے ہمارے دوست عوام تک پہنچا دیجئے گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

نائب صدر بائیڈن: جناب وزیراعظم، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ یہاں دوبارہ آنا میرے لئے اعزاز کی بات ہے۔ میں پُرتپاک میزبانی پر آپ کا اور آپ کے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آپ کا بہت زیادہ وقت لیا ہے۔ ہم نے بہت سے معاملات پر تفصیلی بات چیت کی ہے۔ آپ غالباً تھک گئے ہوں گے۔ لیکن بات چیت بہت مفید رہی۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آج مجھے صدر آصف زرداری سے ملاقات کا بھی موقع ملا اور اب میں آج سہ پہر جنرل کیانی سے بھی ملاقات کرنے جا رہا ہوں۔ اس میں مجھے کچھ تاخیر بھی ہو گئی ہے۔

میں اگرچہ تقریباً دو سال بعد اسلام آباد آیا ہوں، اس مہینے دو سال مکمل ہو رہے ہیں۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے آپ کی اور آپ کے صدر کی اپنے گھر پر اور اپنے دفتر میں میزبانی کی ہے اور میں آپ دونوں سے پھر ملاقات کا منتظر ہوں۔ ہماری ٹیلیفون پر بھی اکثر بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ آپ ہمیشہ میری ٹیلیفون کال سنتے ہیں اور اپنے خیالات سے مجھے آگاہ کرتے ہیں، جس پر میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ امریکی سینٹ کے ممبر اور خارجہ تعلقات کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے میرا پاکستانی رہنماؤں سے گہرا رابطہ رہا ہے جو 70 کے عشرے کے اوائل میں شروع ہوا تھا۔ میرے خیال میں اور صدر اوبامہ کے خیال میں ہمارے تعلقات بہت اہمیت رکھتے ہیں، امریکہ کے مفاد کیلئے بہت اہمیت رکھتے ہیں اور یقیناً پاکستان کے مفاد کیلئے بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

انہی تعلقات کی وجہ سے اس وقت میں یہاں موجود ہوں۔ نئے سال کا یہ میرا پہلا بیرونی دورہ ہے۔ صدر اوبامہ نے آپ سب کیلئے خیر سگالی کا پیغام بھیجا ہے۔ وہ اس سال کے اواخر میں اسلام آباد کا دورہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

صدر اور مجھے، بلکہ پوری دنیا کو، ایک شریف اور بہادر انسان کے بہیمانہ قتل پر افسوس ہے۔ گورنر کو محض اس لئے قتل کر دیا گیا کہ وہ رواداری اور مفاہمت کیلئے آواز بلند کرتے تھے۔ درحقیقت اُن کے قتل جیسے سنگین اعمال کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جیسا کہ آپ کو اور تاریخ کے ہر طالبعلم کو بخوبی اس بات کا علم ہے اور جس کا ہم پوری تاریخ میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایسے معاشرے، جہاں اس طرح کی سنگدلانہ کارروائیاں ہوں، اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتتے ہیں۔ میں گورنر کے قتل پر اپنی طرف سے، صدر اوبامہ اور پوری امریکی قوم کی طرف سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب وزیراعظم، جیسا کہ آپ نے کہا انتہا پسندانہ نظریات کے خلاف امریکہ اور پاکستان کے درمیان پائیدار اشتراک کار قائم ہے اور جیسا کہ آپ نے کہا یہ اشتراک کار مشترکہ مفادات اور باہمی احترام پر مبنی ہے۔

ہم اس اشتراک کار کی بہت قدر کرتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف دونوں ملکوں کے رہنما بلکہ عوام بھی اس اشتراک کار کی اہمیت سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی اور بداعتمادی سے احتراز کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امریکہ کے لوگ اور امریکہ کی انتظامیہ امریکہ اور اُس کے عزائم کے بارے میں پاکستانیوں کے خیالات پر پوری توجہ دیتے ہیں۔ ہم آپ کے اخبارات پڑھتے ہیں اور اس وقت یہاں جو کالم نویس موجود ہیں، ان میں سے بعض کے کالم بھی پڑھتے ہیں۔ ہم آپ کے ٹی وی پروگرام بھی دیکھتے ہیں جس طرح آپ ہمارے ٹی وی پروگرام دیکھتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے پاکستانیوں سے ملتا رہتا ہوں۔ پاکستانی امریکیوں سے میرے گزشتہ 30 سال سے گہرے تعلقات قائم ہیں جو بڑے منظم طریقے سے امریکہ میں رہ رہے ہیں۔

میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے دوست پاکستان میں امریکی اقدامات اور امریکی عزائم کے بارے میں پائی جانے والی چند غلط فہمیوں پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

ہم جانتے ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں، میں قیادت کی بات نہیں کر رہا، عام لوگوں کی بات کر رہا ہوں، جو سمجھتے ہیں کہ امریکہ نے القاعدہ کے خلاف اپنی جنگ ہمارے اوپر بھی مسلط کر دی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ متشدد انتہا پسند صرف امریکہ کیلئے خطرہ نہیں، وہ پاکستان کیلئے بھی اور پوری مہذب دنیا کے لئے بھی خطرہ ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ القاعدہ ہی نے اُس حملے کی منصوبہ بندی کی تھی جس میں تقریباً 3,000 امریکی شہری ہلاک ہوئے۔ القاعدہ کے ایجنٹ اب بھی امریکہ اور اس کے مفادات کے خلاف حملے کرنے کی مسلسل منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ آپ اُن کی مدد نہیں کرتے لیکن انھوں نے آپ کے ملک کے بعض دور دراز علاقوں میں ٹھکانے بنا رکھے ہیں۔

جہاں ایک طرف پاکستانی اس سوال کا جواب تلاش کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ہم مسئلے کا سبب ہیں یا مسئلے کا حل ہیں تو دوسری طرف القاعدہ انتہا پسند گروپوں کے ساتھ مل کر اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہے اور وہ آپ کے لوگوں کو بھی نشانہ بنا رہی ہے۔ وہ ہزاروں پاکستانی فوجیوں اور عام شہریوں کو ہلاک یا زخمی کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس کا مشاہدہ آپ سوات اور ملک کے دوسرے حصوں میں کر چکے ہیں۔

ایسے لوگ بھی ہیں، جو امریکہ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ کی خلاف ورزی کر رہا ہے، حالانکہ ہم پاکستان کی فوج کی مدد کر رہے ہیں اور دہشتگردوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ مجھے گزشتہ 30 سال سے زیادہ عرصہ سے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ پاک فوج اپنے وطن کا دفاع کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کی قابلِ فخر روایت رکھتی ہے۔ میں بڑے احترام سے کہوں گا کہ پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ کی خلاف ورزی دراصل انتہا پسند کر رہے ہیں اور وہ پاکستان کو بدنام کر رہے ہیں۔ ہمارا مقصد، جناب وزیراعظم، آپ کے ساتھ اور آپ کے دوسرے رہنماؤں کے ساتھ مل کر کام کرنا اور آپ کے ملک کے اُن علاقوں میں حکومت کی عملداری بحال کرنا ہے جہاں انتہا پسند ملک کی خودمختاری کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

پاکستان اور پاکستان سے باہر ایسے نقاد بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ امریکہ اسلام اور اس کے پیروکاروں کا کوئی احترام نہیں کرتا۔ اگر آپ میں سے کچھ لوگ میرے ساتھ لاس اینجلس چلیں تو وہ دیکھیں گے کہ وہاں دنیا کی ایک عظیم مسجد قائم ہے۔ وہاں مسلمان پوری آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں اور تمام امریکی ان کا احترام کرتے ہیں۔

یہ کہنا کہ ہم اسلام کا احترام نہیں کرتے، دراصل حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام امریکہ میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے اور جیسا کہ صدر اوبامہ نے مسلمانوں کے ایک بڑے شہر قاہرہ میں اپنی تقریر میں کہا تھا، ''اسلام امریکہ کا حصہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ میں یہ حقیقت واضح طور پر نظر آتی ہے کہ رنگ و نسل اور عقیدے یا مرتبہ سے قطع نظر ہم سب مشترکہ اقدار رکھتے ہیں۔ وہ اقدار یہ ہیں کہ ہم سب امن و سکون سے رہنا چاہتے ہیں، تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، عزت سے روزی کمانا چاہتے ہیں اور اپنے خاندانوں سے، اہلِ محلّہ سے اور اپنے اللہ سے پیار کرتے ہیں''۔

جو لوگ ہمارے خلاف یہ الزامات لگاتے ہیں، میں اُن کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ دنیا کے کسی ایسے ملک کا نام بتا دیں جہاں امریکہ کے مقابلے میں زیادہ مذہبی آزادی ہو۔ کسی ایک ملک کا ہی نام بتا دیں۔

میں آپ کو اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اسلام کے دشمن نہیں۔ ہم ان لوگوں کو گلے لگاتے ہیں جو ہمارے ملک میں اس عظیم مذہب پر عمل کرتے ہیں۔

ایسے لوگ بھی موجود ہیں، جو سمجھتے ہیں کہ امریکی پالیسیاں بھارت کے حق میں اور پاکستان کو کمزور کرنے کیلئے ہیں، بلکہ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ پاکستان کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ آپ اور آپ کے رفقائے کار جانتے ہیں کہ یہ انتہائی غلط سوچ ہے۔ ہم وہی کچھ چاہتے ہیں جو آپ خود چاہتے ہیں یعنی ایک مضبوط، مستحکم، خوشحال اور جمہوری پاکستان، جہاں امن و سکون ہو اور جو بھارت سمیت اپنے پڑوسیوں کے ساتھ امن سے رہے۔ ہم آپ کی کامیابی کے خواہاں ہیں کیونکہ یہ صرف آپ کے مفاد میں نہیں، یہ ہمارے بھی مفاد میں ہے، یہ خطے کے مفاد میں ہے اور میں یہ کہوں گا کہ یہ پوری دنیا کے مفاد میں ہے۔

امریکہ بانیٔ پاکستان کی سوچ کا معترف ہے جنھوں نے بڑی دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے کہا تھا، ''ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ ملک کے اندر بھی امن و سکون ہو اور ہم دوسروں کے ساتھ بھی امن و سکون سے رہیں۔ ہم اپنے پڑوسیوں اور پوری دنیا کے ساتھ امن و سکون اور دوستانہ تعلقات کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔'' صدر اوبامہ، میں خود اور ہماری پوری انتظامیہ بھی یہ سوچ رکھتی ہے۔

ایک اور غلط فہمی بھی پائی جاتی ہے جس کی میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ حکومت پاکستان کے اندر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ دراصل اس غلط فہمی کے بارے میں ہم پڑھتے ہیں، ہم سنتے رہتے ہیں۔ آپ کے ٹی وی پر بھی یہ دیکھتے ہیں۔

وہ غلط فہمی یہ ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس علاقے کے بارے میں امریکی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امریکہ بالآخر پاکستان کو تنہا چھوڑ

دے گا۔ وہ پاکستان کی پروانہیں کرے گا۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے اور ہم سب امریکیوں نے ماضی سے یہ سبق سیکھا ہے کہ آگے بڑھنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم آپس میں پائیدار اشتراک کار قائم رکھیں۔

جیسا کہ دوسال پہلے میں نے یہاں کے دورے کے موقع پر کہا تھا اور چار سال پہلے بھی سینیٹر کیری اور دوسرے لوگوں کے ہمراہ یہاں کے دورے کے موقع پر کہا تھا، کہ ہمیں ماضی کے سطحی قسم کے تعلقات کے مرحلے سے نکل کر ایک حقیقی پائیدار اشتراک کار کے مرحلے میں داخل ہونا ہوگا۔

اسی مقصد کے پیش نظر ہم نے پاکستان میں تعلیمی تبادلے اور انگریزی زبان کی تعلیم وتربیت کا پروگرام شروع کر رکھا ہے جو پوری دنیا میں اپنی نوعیت کا سب سے بڑا پروگرام ہے۔ یہ پروگرام پاکستان کی نوجوان نسل کے لئے ایک طویل المیعاد سرمایہ کاری کی حیثیت رکھتا ہے۔

امریکہ میں رہنے والے پاکستانی، پاکستانی نژاد امریکی، جن کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، ہمارے دونوں معاشروں کو قریب لانے اور پائیدار اشتراک کار قائم کرنے میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

مجھے امید ہے صحافی برادری اس بات کا اعتراف کرے گی کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں، کئی برسوں کا ریکارڈ اس کا واضح ثبوت ہے۔

جیسا کہ آپ نے ذکر کیا، ہم نے تزویراتی مکالمے کے تحت ایسے منصوبوں پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے جن سے پاکستان کے عوام کو فائدہ پہنچے گا۔ ان میں توانائی، زراعت اور مواصلات کی ترقی جیسے منصوبے شامل ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ جلد ہی مزید ڈیم بنیں گے جن سے بجلی اور آبپاشی کیلئے پانی حاصل ہوگا، زرعی پیداوار بڑھے گی۔ مزید ہسپتال تعمیر ہوں گے جس سے لوگوں کو علاج معالجے کی اضافی سہولتیں حاصل ہوں گی نیز اور بھی کئی فائدے ہوں گے۔

کیری لوگر برمن بل کے تحت، جسے پہلے بائیڈن لوگر بل کہا جاتا تھا، ہم نے امریکہ اور باقی دنیا کو درپیش تمام تر مشکل اقتصادی حالات کے باوجود پاکستان کو 7.5 ارب ڈالر کی امداد دینے کا انتظام کیا ہے جو پانچ سال کے عرصہ میں سویلین شعبوں کیلئے دی جا رہی ہے۔ اس راستے میں کچھ رکاوٹیں بھی آئی ہیں اور کچھ وقت بھی لگا ہے لیکن ہم امداد دینے کے اپنے وعدے پر پوری طرح عمل کریں گے۔

ہم بجائے یہ کہنے کے کہ پاکستان یہ رقم کس طرح خرچ کرے، حکومت پاکستان کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں تاکہ پاکستان کی اپنی ترجیحات کے مطابق ملک کی پائیدار ترقی کی بنیاد قائم کرنے کی منزل حاصل ہو۔

ہم نے فوجی تعاون میں بھی اضافہ کر دیا ہے جس میں تربیت اور افغانستان کی سرحد کے ساتھ ہونے والی فوجی کارروائیوں میں زیادہ سے زیادہ رابطے قائم کرنا شامل ہے۔ ہم نے پاکستان میں گزشتہ گرمیوں میں سیلاب کی تباہ کاریوں سے نمٹنے میں بھی پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ اس کیلئے ہم نے فوری طور پر فوجی عملہ تعینات کیا اور امدادی کاموں اور امدادی سامان کیلئے فوری طور پر انتظامات کئے۔ ہمیں صرف یہ افسوس ہے کہ کاش ہم اس سے بھی زیادہ مدد کر سکتے اور زیادہ وسائل فراہم کر سکتے۔ میں جانتا ہوں سیلاب کے اثرات پر قابو پانے کا کام ابھی مکمل نہیں ہوا اور جناب وزیراعظم، آپ کی حکومت کو تعمیر نو کے کام کیلئے مشکل صورتحال کا سامنا ہے۔

ہم تعمیر نو کے اس کام میں آپ کا ہاتھ بٹاتے رہیں گے۔ اس کیلئے ہم نے گزشتہ ہفتے 190 ملین ڈالر کی رقم وطن کارڈز کیلئے دی ہے۔ امید ہے ''وطن'' کا لفظ میں نے ٹھیک طرح سے ادا کیا ہوگا۔

میں برسبیل تذکرہ یہ بھی کہتا چلوں کہ یہ کوئی آپ پر ہمارا احسان نہیں۔ مشکل کے وقت دوست اسی طرح ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ یہ ایک اچھا کام تو ہے ہی، یہ ہمارے مفاد میں بھی ہے۔

یہ میں نے صرف چند اقدامات اور پروگراموں کا ذکر کیا ہے جن پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ ان کے ذریعے ہمارا اشتراک کار مضبوط ہو رہا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو اس سے پاکستان ایک محفوظ و مستحکم اور خوشحال ملک بن جائے گا۔

میں ان جذبات کے اظہار کے ساتھ آپ سے رخصت چاہوں گا کہ پاکستان کیلئے امریکہ کی تمنائیں وہی ہیں جو جناب وزیراعظم آپ خود اور

پاکستان کے عوام پاکستان کیلئے رکھتے ہیں۔

جب میرے بچوں کے بچے اور اُن کے بچے پاکستان کے بارے میں خبریں پڑھیں تو میں چاہوں گا کہ وہ دہشتگردی، غربت، سیاسی عدم استحکام اور امریکی امداد میں کمی جیسے موضوعات پر مضامین پڑھنے کی بجائے پاکستانی سائنسدان کو ملنے والے امن کے نوبل انعام، بلکہ سائنس کے نوبل انعام کے بارے میں مضامین پڑھیں، وہ پاکستان میں سرمایہ کاری کے امکانات کے بارے میں پڑھیں، وہ پاکستان کے فنکاروں کے بارے میں پڑھیں، جو شہ پارے تخلیق کر رہے ہیں۔ وہ پاکستان کی شاندار ثقافت کے بارے میں اور پاکستان کے شاندار انسانی وسائل کے بارے میں پڑھیں۔

جناب وزیراعظم، اب جبکہ ہم نئے سال کا سفر شروع کر رہے ہیں، میرے خیال میں اور صدر کے خیال میں، ہمیں اپنی توانائیاں اُس پیشرفت کیلئے وقف کر دینی چاہئیں جو ہم نے گزشتہ دو سال میں حاصل کی ہے اور یہ دیکھیں کہ مل جل کر اور کیا کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

میں اپنے خیالات کا اختتام اُسی بات پر کروں گا جس سے آغاز کیا تھا یعنی پاکستان اور اس کے لوگوں کے ساتھ قریبی اشتراک خود امریکہ کے مفاد میں ہے اور میں سمجھتا ہوں آپ بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ یہ پاکستان کے بھی مفاد میں ہے۔

جناب وزیراعظم، آج ہم نے جو بات چیت کی ہے اور جسے آپ نے بجا طور پر بہت مفید بات چیت قرار دیا ہے، اُن بہت سے اقدامات کا حصہ ہے جو ہم نے تعاون بڑھانے کی سمت میں اٹھائے ہیں۔ مجھے امید ہے اگر خدا نے چاہا اور اگلے سال میں آپ لوگوں کے ساتھ یہاں موجود ہوا تو ہم کہیں زیادہ بڑی پیشرفت کی نشاندہی کر سکیں گے اور دونوں ملکوں کی زیادہ اقتصادی خوشحالی کی نشاندہی کر سکیں گے۔ آپ نے جو وقت دیا ہے، اس پر میں آپ سب لوگوں کا مشکور ہوں۔ میں معذرت چاہوں گا جنرل کیانی سے ملاقات میں کچھ تاخیر ہو رہی ہے۔ میں جرنیلوں سے ملاقات میں تاخیر کا قائل نہیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔